ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

داستان باغ و بہار میں توہم پرستانہ عناصر کا مطالعاتی تجزیہ

ڈاکٹر صدف مشتاق

لیکچرار اُردو، حضرت عائشہ صدیقہ ڈگری کالج لاہور۔

Abstract:

In Urdu literature "Bagh o bahar" by Mir Aman Dehlavi is considered to be a milestone in narative literature . In "Bagh o bahar "the story of four Sufi Dervaish has been described very beautifully . These Dervaish seemed to be victim of superstition .The desire of being blessed with children is found in all the people of various segments of society whether they are rich , poor, king or beggar .When a man is deprived of this blessing ,he seeks hepl from the peers and faqirs and pleads that he is ready to do whatever is denmanded to be blessed with an heir.

اُردو ادب کے داستانوی ادب میں امن دہلوی کی داستان "باغ و بہار" سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔"باغ و بہار" میں چہار درویشوں کا قصہ بہت ہی شگفتہ اسلوب میں بیان کیا گیاہے۔یہ درویش کسی نہ کسی طرح توہم کے شکار ہیں۔

اولادِ نورینہ کی خواہش امیر، غریب، بادشاہ، فقیر، سب کے دل میں موجود ہے۔کسی بھی شخص کو جب اولاد سے محرومی ہوتی ہے تو وہ پیروں، فقیرون کے ہاں جاتا ہے ان سے مدد مانگتا ہے کہ مجھ کو وارث مل جائے اے پیر صاحب آپ جو چاہیں میں وہ کر کے دکھاؤں، اسی طرح میر امن کی "باغ و بہار" میں بادشاہ آزاد بخت کو عمر کے آخری حصّے میں اولاد کی خواہش ہوتی ہے تو وہ توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا شکار ہو جاتا ہے۔

بادشاہ کو دُور سے اک شعلہ نظر آیا۔ صبح کے تارے کی مانند چمک رہا تھا۔بادشاہ نے سوچا کہ یہ کوئی طلسم ہے یا کسی ولی کا چراغ ہے جب بادشاہ نیت کر کے اس طرف گیا تو چار درویش نظر آئے۔میر امن "باغ و بہار" میں رقم طراز ہیں:

"آزاد بحت کو دیکھتے ہی یقین آ گیا کہ تیری آرزو ان مردان خدا کے اقدام سے بر آوے گی تیری امید کا سوکھا درخت ہرا ہو گا۔ چل کر ان کو اپنا احوال بیان کر ہو سکتا ہے تم پر رحم کھا کے بے نیاز کے ہاں دعا کریں۔"[۱]

میر امن "باغ و بہار" میں معاشرے کی توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا ذکر کرتے ہیں کہ لوگ پیروں، فقیروں پر بہت زیادہ یقین رکھتے ہیں۔ان کے خیال میں پیروں کے توسط سے مرادیں بھر آتی ہیں۔

میر امن "باغ و بہار" میں بیان کرتے ہیں کہ لوگ پیروں، فقیروں سے مدد طلب کرتے ہیں۔اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ مزار پر حاضری کے صدقے ان کی دلی مراد ضرور پوری ہو جائے گی۔انسان جب تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو پانی میں تعویذ ڈال کر پانی بیمار شخص پر چھڑکا جاتا ہے تاکہ وہ مکمل طور پر صحت یاب ہو جائے۔میر امن "باغ و بہار" میں یوں رقم طراز ہیں:

"بھلا کوئی ہو، اسے دارالشفا میں رکھو جب بھلا چنگا ہو گا تب اس کے احوال کی پرستش کی جائے گی، خوجے نے کہا" اگر اپنے دستِ خاص سے گلاب اس پر چھڑکیے اور زبان سے کچھ فرمایئے تو اس کو جینے کا بھروسہ بندھے۔نااُمیدی بُری چیز ہے۔دنیا بر اُمید قائم ہے۔"[۲]

اگر پیر صاحب کے ہاتھ کا گلاب مریض پر چھڑک دیا جائے تو مریض ضرور صحت یاب ہو جائے گا اور اپنی باقی کی زندگی خوش و کرم بسر کرے گا۔

میر امن "باغ و بہار" میں لکھتے ہیں کہ ملک روم میں تین درویش اور بادشاہ مصیبت میں مبتلا ہوتے ہیں۔غیبی مدد کے ذریعے ان کی مشکل آسان ہو جاتی ہے۔میر امن "باغ و بہار" میں یوں رقم طراز ہیں:

"روم کے ملک میں تین درویش وہاں کا بادشاہ آزاد بخت بھی بڑی مصیبت میں گرفتار ہے وہ بھی تم چاروں فقیروں کے ساتھ ملے گا۔
اے خدا کے ولی تمہارے اتنے ہی فرمانے سے میرے دل پر اضطرار کو تسلی ہوئی۔ لیکن خدا کے واسطے یہ فرمایئے آپ کون ہیں اسم

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

شریف کیا ہے؟ تب انھوں نے فرمایا مرتضیٰ علی میرا نام ہے اور میرا یہی کام ہے کہ جس کو جو مشکل کٹھن پیش آوے یہ میں اس کو آسان کر دوں۔"[۳]

میر امن دہلوی ایک فقیر کی زبانی سلیمان قوم کی ضعیف الاعتقادی بیان کرواتے ہیں، نقاب پوش غائب ہو جاتا ہے لیکن چاروں فقیر اور بادشاہ اس بھروسے پر ہیں کہ ہم پانچوں اپنے مقصد کو پہنچیں گے، سب مل کر دعا مانگو اور آمین کہو۔

دوسرے درویش کا حال

میر امن بادشاہ زادہ فارس کے ملک کا حال بیان کرتے ہیں ماہرِ علم ہونے کے باوجود کس طرح ضعیف الاعتقادی کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہے۔ بادشاہ سخاوت میں حاتم طائی سے بڑھ کر تھا۔ ایک فقیر جو چالیس روز تک چالیس دروازوں سے آکر اشرفیاں لے گیا۔ ایک دن بادشاہ نے ڈانٹ دیا کہنے لگا کہ تجھے سخی ہونے کا حق حاصل نہیں بصرے کی شہزادی کے علاوہ کوئی سخی کہلانے کا حق دار نہیں۔

بادشاہ زادہ فارس ماہر علم ہونے کے باوجود ضعیف الاعتقادی کا مظاہرہ کرتا ہے اسی طرح ہمارے معاشرے میں ہزاروں پڑھے لکھے افراد موجود ہیں جو جادو ٹونے کی حقیقت سے واقف ہیں لیکن پھر بھی اس سے اپنا دامن بچا نہیں پاتے ہیں۔ میر امن یہاں بتاتے ہیں کہ کس طرح شہزادی کو بادشاہ جنگل میں چھوڑ دیتا ہے، جہاں پانی کی اک بوند بھی میسر نہیں۔ شہزادی تیمم کر کے دوگانہ پڑھتی ہے اور دیکھتی ہے ایک درویش خضر کی سی صورت، نورانی چہرہ، روشن دل آکر بولا تیرا باپ بادشاہ ہے لیکن تیری قسمت میں یہی ہے اس فقیر کو اپنا خادم سمجھ۔ میر امن "باغ و بہار" میں یوں رقم طراز ہیں:

"اے پیارے دل تو یہ چاہتا ہے کہ کوئی دم تیرے پاس بیٹھ کر دل بہلاؤں پر یہ آسمان دو شخصوں کو ایک جگہ آرام سے رہنے نہیں دیتا۔ میں نے کہا اپنا پتہ بتاؤ میں اس پتے پر آؤں دُور پار شیطان کے کان بہرے صد و بیس سال تمہاری عمر ہو میں جنوں کے بادشاہ کی بیٹی ہوں کوہِ قاف میں رہتی ہوں۔"[۴]

میر امن اس بات کو واضح کر رہے ہیں کہ ہمارے معاشرے میں جادو، ٹونے کی ضرورت قدم قدم پر پڑتی ہے۔ آج کل کی نوجوان نسل اپنے پیار کو حاصل کرنے کے لیے طرح طرح کے نقش اور تعویذ کرواتی پھرتی ہے۔ میر امن کی "باغ و بہار" میں شہزادہ بصرے کی شہزادی پر عاشق ہونے کی وجہ سے ہوش و حواس کھو بیٹھتا ہے۔ تمام لوگ پریشان ہوتے ہیں، خللِ دماغ کے واسطے نسخے لکھتے ہیں، ملا نقش و تعویذ دیتے ہیں۔ دعائیں پڑھ پڑھ کر پھونکتے ہیں، عشق میں غرق ہو کر خود کشی کا ارادہ کرتا ہے تو عالمِ غیب سے مدد آ پہنچتی ہے۔ میر امن "باغ و بہار" میں یوں رقم طراز ہیں:

"اے شہزادے، تو نے واقعی عشق کی بڑی محنت اٹھائی۔ اب تیری خاطر، جنگل پہاڑ میں پھروں گا، اکتا کر پہاڑ پر چڑھا، سوچا کہ خود کو گرا کر خود کشی کر لوں۔ اتنے میں ایک نقاب پوش آیا، بولا کہ اپنی جان مت کھو، تھوڑے دنوں کے بعد، اپنے مقصد سے کامیاب ہو گا۔"[۵]

ہمارے سماج میں پائی جانے والی توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی نے انسان کو بے وفا ثابت کر دیا ہے۔ اگر ایک انسان میں وفا موجود ہے تو وہ کبھی جادو ٹونا نہیں کرتا ہے۔ وفا کی جگہ حسد نے لے لی ہے۔ دوست یار، عزیز و اقارب تو دُور کی بات ہیں بہن، بھائیوں میں حسد کی آگ زیادہ بھڑک اٹھی ہے۔ زمین، جائیداد ہر چیز حاصل کرنے کے لیے بہن بھائی پر جادو کرتی ہے تو بھائی بہن پر جادو کر کے اپنے ضمیر کو مردہ کرتا ہے۔

ہمارے معاشرے میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کی مثالیں موجود ہیں اسی طرح ہر ملک اور شہر میں ایسے لوگ موجود ہیں جو مختلف عقاید کے حامل ہیں۔ کہیں ستی کی رسم کہیں بیوہ کا نکاح ثانی جرم، کہیں زبردستی نکاح کر دینا کہ ہماری ناک نہ کٹے اسی طرح ان لوگوں کا عقیدہ مسافروں کا دشمن تھا۔ میر امن "باغ بہار" میں یوں لکھتے ہیں:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

> ”بہ ملائمت بولا کہ، اے فرزند! یہ کیا تونے حماقت کی کہ اپنے پاؤں سے گور میں آیا ہے؟ قسمت لے آئی۔ جونامرد نے بتایا کہ بادشاہ اور تمام رئیس اس شہر کے راندے ہوئے ہیں عجب طرح کا رویہ اور مذہب ہے۔ جو کوئی مسافر آتا بادشاہ اس کو منڈپ میں لے جا کر سجدہ کرواتا اگر ڈنڈوت کی تو بہتر نہیں تو دریا میں پھینک دیتا ہے۔“[٦]

میر امن ”باغ و بہار“ میں جس طرح ہر شہر کی اپنی اپنی رسومات ہوتی ہیں، اس شہر کی عجیب رسم ہے کہ جو بھی اس میں داخل ہو بت کو سجدہ کرے اگر فقیر ہو تو بادشاہ کی بیٹی کو مانگے بادشاہ بخوشی دے دیں گے۔

اس شہر کے بادشاہ وزیر بت کے سامنے سرنگنے کیے بیٹھے تھے میر امن ہمیں اس بات سے آگاہ کر رہے ہیں کہ کبھی کبھی ایک انسان کے ساتھ ایسے واقعات پیش آجاتے ہیں جن کا اس نے کبھی تصور بھی نہیں کیا ہوتا، ایک مسلمان کے لیے بت کو پوجنا بہت مشکل کام ہے۔ بادشاہ کے ملک میں عجیب زندگی کہ بیوی مری تو مرد کو جینے کا حق ختم ہوا۔ میں اس دن کو پچھتاتا جس دن بادشاہ کی بیٹی سے شادی کی خود تو جان سے گئی میری جان کے پیچھے پڑی مجھے میری موت کھینچ کر یہاں لے آئی۔

میر امن کہتے ہیں ہمارے ہاں رسم تجہیز و تکفین کی اور پھولوں سے قبر مزین کرنے کی بعد میں لوگوں کا پیٹ بھرنے کی ہے، اسی طرح عرب میں جو کوئی تعزیت کے لیے آتا ہے وہ اپنا اور اس گھر کے افراد کا کھانا ساتھ لے کر آتا ہے تاکہ گھر والوں کو پریشانی سے نکالیں۔ اس شہر میں عجیب رسم ٹھہری کہ بیوی، بچہ مر چکے ہیں خاوند کو بھی ان کے ساتھ محل میں بند کیا۔ کھانے پینے کا سامان بھی ساتھ دیا اور کہا اب تک یہاں سڑ جب بڑا بت راضی ہو جائے گا تو تجھے باہر نکالیں۔ چالیس دن تک محل میں رہنا لازم تھا کیوں کہ یہ سوگ کے دن تھے۔ میر امن ”باغ و بہار“ میں یوں لکھتے ہیں:

> ”آخر تن تنہا چھوڑ کر رخصت ہو گئے۔ دروازہ قفل کیا۔ ارے مردار، اگر تجھے جنتے ہی مر جانا تھا تو بیاہ کاہے کو کیا پیٹ سے کیوں ہوئی؟ دن چڑھا دھوپ گرم تھی۔ تعفن کے مارے روح نکلنے لگی۔ جیدھر دیکھتا ہوں۔ مردوں کی ہڈیاں اور صندوق جواہر کے ڈھیر لگے۔ کئی بار کھانے اور پینے سے زندگی ہوئی۔“[٧]

میر امن ”باغ و بہار“ میں معاشرے کی توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا ذکر کرتے ہیں کہ مرنے والے کے ساتھ ساکے زندہ ساتھی کو دفن کرنا کہ یہ منحوس اس کی زندگی میں ایسا آیا کہ جان ہی لے لی اس کی یہ سزا ہے کہ اس کو بھی زندہ در گور کر دیا جائے۔

انسان زندگی جینے کے لیے گزارتا ہے اس شہر کی ضعیف الاعتقادی نے میری جان لے لی، میں انسان سے حیوان بن گیا مردوں کا مال ہڑپ کرنے والا ادھر میرے دل میں امنگ پیدا ہوئی ایک لڑکے کی میت کے ساتھ لڑکی بھی آئی۔ میری اس سے آشنائی ہوئی اس نے مجھے میں نے اسے اپنی اپنی کہانی سنائی وہ چچا کے بیٹے کے ساتھ منسوب ہوئی تھی۔ شادی کے دن وہ مر گیا لڑکی کو بھی اس تابوت کے ساتھ یہاں چھوڑ گئے۔ میر امن ”باغ و بہار“ میں رقم طراز ہیں:

> ”میں جو سب کے ساتھ ظلم کرتا، لڑکی کے عشق میں گرفتار ہوا صحبت کی لڑکا جنوایا اب لڑکے کے دودھ کی فکر ہونے لگی لیکن باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ عجیب کش مکش میں تھا کہ یہاں کب تک رہیں، روتے روتے مجھ پر نیند غالب آگئی میں نے خواب میں دیکھا: ایک شخص آیا کہنے لگا پرنالے کی راہ سے نکلتا ہے تو نکل میں نے جوروسے کہا محنت سے سوراخ کو بڑھا کیا اور نکل گیا۔“[٨]

آخر کیا ہے ہر انسان مرنے کے لیے جیتا ہے یہ زندگی عارضی ہے مرمٹنے کا نام زندگی ہے۔ زندگی زوال پذیر ہے جس کو موت آئی وہ تو مرا لیکن زندہ کو اذیت دینا کس مذہب میں رواج ہے میں نے مصیبتیں جھیلیں یہ کہتا بھی میرے ساتھ پھر یہ شہزادی بھی اس دنیا سے رخصت ہوئی کہتا مالی خزانہ لے کر نیشاپور آگیا۔ یہ سوداگر بچہ بھی یہاں آگیا اس کی وجہ سے میں آج یہاں ہوں سوداگر کی بیٹی نے بادشاہ سے عرض کی کہ میں وزیر کی بیٹی ہوں میرا باپ حضور کی قید میں ہے۔

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

سیر تیسرے دوریش کی

یہ بادشاہ زادہ عجم کا ہے۔ میر امن دہلوی اولاد جیسی نعمت کا ذکر رہے ہیں، کہتے ہیں کہ اولاد نعمت خداوندی ہے اور اکلوتی اولاد آنکھ کا تارا ہوتی ہے۔ اسی طرح بادشاہ زادہ بھی اکلوتا تھا۔ طبیعت میں نزاکت بھری تھی سیر و تفریح کا عادی تھا۔ دوستوں کے ساتھ میدان کی طرف نکلا وہاں ایک ہرن دیکھی۔ شکار کا شیدائی تھا، ہرن پر تیر مارا، لیکن تیر خطا ہوا ہرن چھلاوا ہوا اور بادشاہ زادے پر نیند غالب ہوئی لیکن تھکاوٹ دُور کرنے کی خاطر ہاتھ پاؤں دھونے لگا کہ رونے کی آواز اس برج سے آنے لگی۔ میر اامن "باغ و بہار" میں رقم طراز ہیں:

> "جیسے کوئی کہتا اے بچے جس نے تجھے تیر مارا اس کو میری آہ کا تیر لگے۔ اپنی جوانی کا سکھ نہ پاوے میں اسے سن کر آگے بڑھا۔ ایک بزرگ سفید ریش مسند پر بیٹھا تھا اس کی آنکھ سے تیر کھینچا اور بددعا دیتا ہے میں نے ہاتھ جوڑ کر کہا حضرت سلامت: یہ تقصیر مجھ غلام سے ہوئی، خدا کے واسطے معاف کر دیں۔ وہ بولا بے زبان کو تو نے ستایا۔ اگر ان جان یہ حرکت ہوئی خدا تجھے معاف کرے۔ پیر نے کچھ عاجزی کی جو کچھ موجود تھا مجھے کھلا کر لمبی تان لی۔"[۹]

میر امن "باغ و بہار" میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ لوگ بزرگوں کی بددعا سے ڈرتے ہیں۔ ان کے خیال میں بزرگوں کی بددعا سے موت واقع ہو سکتی ہے۔

میر امن دہلوی اس بات کو واضح کرتے ہیں کہ خواب دراصل وہ باتیں ہیں جو لاشعور میں ہوتی ہیں۔ جب انسان سوتا ہے شعور میں آکر خواب بنتی ہیں لیکن لوگوں نے خواب سے طرح طرح کے توہم پیدا کر لیے ہیں کہ آج میں نے بُرا خواب دیکھا ہے، پتہ نہیں میرے ساتھ کیا واقعہ پیش آئے گا، اسی طرح وزیر زادہ عالمِ خواب میں طرح طرح کے وہم اور ضعیف الاعتقادی کا شکار ہو جاتا ہے۔ میر امن "باغ و بہار" میں رقم طراز ہیں:

> "خواب کے عالم میں دیکھا کہ آہ و زاری ہو کر ہے کانپتا ہوا اُٹھ بیٹھا دیکھتا ہوں کہ نہ بوڑھا ہے نہ ہرن ہے میں اکیلا پلنگ پر لیٹا ہوں کمرے کے ایک کونے میں پردہ لگا ہوا ہے ادھر جا کر دیکھا تو ایک عورت لیٹی ہوئی تھی۔ تقریباً چودہ سال کی تھی۔ فرنگی لباس پہنے ہوئے۔ چمکتا چہرہ مہتاب کی مانند بزرگ اپنا سر اس کے پاؤں پر دھرے بے اختیار رو رہا ہے۔"[۱۰]

انسان کی جیسی کرنی ویسی بھرنی میر امن کہتے ہیں کہ بادشاہ زادے نے اگر ہرن کو تکلیف پہنچائی تو وہ ایسی مصیبت میں گرفتار ہوا جس کا کوئی حل نہیں اور وہ ایک بزرگ کی بددعا سے ایک بت کے عشق میں مبتلا ہے۔ عشق لاحاصل کا شکار ہو کر زندگی برباد کر لیتا ہے۔

ہمارا معاشرہ ایسی کٹنیوں سے بھرا ہوا ہے ایک تو جادو کرتی ہیں کہتی ہیں یہ قرآنی آیات کا اثر ہے۔ ان کا ذریعہ معاش صرف اور صرف لوگوں کو لوٹنا ہے۔ عاشق جب اپنی جان قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں تو یہ کہتی ہیں کہ حرام اپنی جان مت کھو میں تمھیں یقین دلاتی ہوں کہ ایک دن میرا جادو رنگ لائے گا تو اپنی محبوبہ سے مل جائے گا۔ میر امن "باغ و بہار" میں یوں بیان کر رہے ہیں:

> "وہی برقعہ پوش جنھوں نے تم کو بشارت دی ہے آ پہنچا میرا ہاتھ پکڑ کر دلاسا دیا کہ، خاطر جمع رکھ۔ ملکہ اور بہزاد خان ناحق کیوں کھوتا ہے اگر جیتے رہے تو تیری ملاقات ایک نہ ایک روز ضرور ان سے ہو گی یا فقیرا۔ بہ موجب حکم ہادی کے میں بھی خدمت شریف میں آکر حاضر ہوا ہوں۔ امید ہے کہ ہر ایک اپنی اپنی مراد کو پہنچے گا۔"[۱۱]

میر امن "باغ و بہار" میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ سبز پوش آکر ان کو کس طرح خوش خبری دیتے ہیں کہ دل چھوٹا مت کرو اک دن اپنی منزل پر ضرور پہنچ جاؤ گے۔

سیر چوتھے درویش کی

اللہ نے انسانوں اور جنوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ انسان اشرف المخلوقات ہونے کے باوجود لالچی ہے۔ دولت حاصل کرنے کے لیے جادو کا استعمال تو عام بات ہے وہ اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر اپنے عزیزوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتا ہے تا کہ وہ دنیا کا امیر ترین شخص بن جائے۔ اسی طرح بادشاہ دولت کو ہڑپ کرنے کے چکر میں مبارک سے کہتا ہے کہ

وہ اس کے بھتیجے کو دُور جنگل میں لے جا کر موت کے گھاٹ اتار دے۔ دادا مجھے جنوں کا لشکر دکھانے لے گئے، مبارک نے سلیمانی سرمے کی سلائیاں میری آنکھوں میں پھیری، مجھے جنوں کی خلقت اور لشکر تمبو قنات نظر آنے لگے۔ عام انسان کی جنوں سے ملاقات اور خزانوں کا ہاتھ لگنا ضعیف الاعتقادی ہے۔ مبارک کی جنوں کے ساتھ گفتگو کو میر امن "باغ و بہار" میں یوں بیان کر رہے ہیں:

"مبارک نے کہا کہ اب ان کے باپ کی جگہ پر چچا ان کا بادشاہت کرتا ہے ان کا جانی دشمن ہوا ہے اِس لیے میں ان کو وہاں سے لے بھاگ کر آپ کی خدمت میں لایا ہوں کہ یتیم ہیں سلطنت ان کا حق ہے بغیر مربی کسو سے کچھ نہیں ہو سکتا۔"[۱۲]

میر امن "باغ و بہار" میں زمانے کی توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ لوگ زمین جائیداد حاصل کرنے کے لیے جادو ٹونے کرتے ہیں تاکہ جائیداد کے وارث کو موت کے گھاٹ اتارا جائے اور جائیداد اپنے نام کر لی جائے۔

انسانی فطرت میں دغا دینا شامل ہے، جیسا کرنا ویسا بھرنا دادا مبارک مجھے صادق جن کے پاس لے گئے۔ اس نے کہا کہ تو ہمارا کام کر ہم تیرا کام کریں گے، انسان جس کام کا ارادہ کر لیتا ہے وہ ضرور انجام دے لیتا ہے میں نے بھی صادق جن سے شرط طے کر لی۔ صادق جن نے مجھے لڑکی کی تصویر دکھائی کہا کہ اس کا سراغ لگا کہ شہر میں کس کے گھر ہے۔ ہمت مرداں مددِ خدا میں اس مہم کو سر کرنے کے لیے نکل کھڑا ہوا۔ راستے میں میرا ٹکراؤ فقیر سے ہوا جو شہزادی کا باپ تھا۔ اسی فقیر کے توسط سے میں شہزادی کے مکان تک پہنچا۔ میر امن "باغ و بہار" میں رقم طراز ہیں:

"اور جو کچھ میں جانتی ہوں جس وقت میرے خاوند نے قصد مباشرت کا کیا چھت پھٹ کر ایک تخت مرصع کا نکلا، اس پر ایک جوان خوب صورت شاہانہ لباس پہنے بیٹھا تھا۔ ساتھ بہت سے آدمی اہتمام کرتے ہوئے آئے۔ شہزادہ کے قتل کے مستعد ہوئے وہ شخص سردار میرے نزدیک آیا کہنے لگا کیوں جانی! اب ہم سے کہاں بھاگو گی؟ اس کی صورتیں آدمی کی سی تھیں، پاؤں بکریوں کی طرح کے تھے۔ میرا کلیجہ دھڑکنے لگا مجھے سدھ نہ رہی آخر کیا ہوا۔"[۱۳]

میر امن "باغ و بہار" میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ جادو کے ذریعے جادوگر جن، بھوت پیچھے لگا دیتے ہیں۔ یہ جن، بھوت انسانی عقل پر پردہ ڈال دیتے ہیں۔

فقیر تمام سرگزشت بیان کرتا ہے کہتا اگر میری بیٹی پر آسیب جن پری کا نہ ہوتا تو میں تیری خدمت میں پیش کرتا۔ انسان پر اکثر و بیشتر جن عاشق ہو جاتے ہیں اسی طرح بادشاہ کی معشوقہ پر بھی جن عاشق ہو گیا ہے۔ وہ کسی انسان کے کام کی نہ رہی لیکن ملک صادق نے اسے حاصل کیا۔ میر امن "باغ و بہار" میں یوں رقم طراز ہیں:

"یہ امانت ملک صادق کی ہے خبردار خیانت نہ کی جیو، میں نے کہا اب جیوں یا مروں میں تو عیش کروں مبارک نے دق ہو کر کہا۔ لڑکپن نہ کرو۔ ابھی ایک دم میں کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے ملک صادق کو دُور جانتے ہو جو اس کا فرمانا نہیں مانتے ہو۔"[۱۴]

میر امن "باغ و بہار" میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ یہ جن بھوت لڑکیوں پر عاشق ہو جاتے ہیں پھر ان کی شادی نہیں ہونے دیتے۔ تمام زندگی اس کے ساتھ رہتے ہیں۔

آخر کار ہم سے تقصیر ہوئی قابل معافی ہوئی۔ لڑکی ملک صادق کی ہوئی میں نے پہاڑ پر چڑھ کر خود کو مارنے کا سوچا۔ برقعہ پوش کا آکر ہمت بڑھانا اور اس پر عمل انسان کی ضعیف الاعتقادی ہے۔ میر امن "باغ و بہار" میں رقم طراز ہیں:

"وہی سوار صاحب ذوالفقار برقع پوش آ پہنچا بولا کہ کیوں جان کھوتا ہے؟ آدمی پر دکھ درد سب ہوتا ہے اب تیرے برے دن گئے بھلے دن آئیں گے روم جا تین اشخاص ایسے ہی گئے ہیں ان سے ملاقات کر وہاں کے سلطان سے مل پانچوں کا مطلب ایک ہی جگہ پاوے گا۔"[۱۵]

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

اللہ جس کو چاہے جس سے چاہے نواز سکتا ہے اسی طرح اللہ بن باپ کے اولاد عطا کر سکتا ہے اور پھر ماں کی پاکیزگی کا معجزہ بھی دکھا سکتا ہے۔ اسی طرح معاملہ بادشاہ آزاد بخت کے ساتھ پیش آیا کہ بن حمل کے خدا نے چاند سا ٹکڑا عطا کیا۔

بادشاہ نے بیٹا دیکھا خوشی کا اظہار کیا بیٹے کو فقیروں کے قدموں میں رکھا۔ شہزادہ غائب لیکن یہ شیطانی طاقت تھی جو شہزادے کو لے جاتی تھی اور دوبارہ واپس بھی چھوڑ جاتی تھی۔ میر امن "باغ و بہار" میں رقم طراز ہیں:

> "بادشاہ نے ایک بڑا محل تعمیر کروایا اور فرش بچھایا اس میں درویشوں کو رکھا۔ جب سلطنت کے کام سے فراغت ہوتی تب بیٹھتے سب طرح سے خدمت اور خبر گیری کرتے لیکن ہر چاند کی چندی رات کو وہی پارہ ابر آتا اور شہزادے کو لے جاتا بعد دو دن کے تحفے کھلونے اور سوغاتیں ہر ایک ملک کی ہر ایک قسم کی شہزادے کے ساتھ لے آتا جن کے دیکھنے سے عقل انسان کی حیران رہتی۔"[۱۶]

انسان کے ساتھ جب اس طرح کی باتیں سرزد ہوتی ہیں تو اس کو ضرور اچنبھا ہوتا ہے۔ یہی حال بادشاہ کا تھا پریشان تھا کہ شہزادے کو کون لے جاتا ہے پھر واپس بھی چھوڑ جاتا ہے۔ فقیروں کے مشورے سے خط لکھ پنگوڑے میں رکھا پھر اس رقعہ کا جواب بھی۔ یعنی بادشاہ اور ملک شہپال اور بڑے بڑے جنات کی آپس میں گفتگو ہونے لگی۔

تمام مسلمان جانتے ہیں کہ جادو برحق ہے، ہمارے نبیؐ پر بھی کافروں نے جادو کیے ان کے اثرات بھی ہوئے اللہ نے قرآن میں سورتیں نازل کر کے جادو کا توڑ بتا دیا۔ اسی طرح بادشاہ آزاد بخت اور چاروں درویشوں نے جادو سے اپنے معاملات سدھارے ہیں، جس نے کوہِ قاف کے پردے میں ایک قلعہ جادو کے علم سے بنایا ہے۔ یہ سن کر ملک شہپال کو غصہ آیا لڑا کی فوج جنوں اور پری زادوں کی تعینات کی اور فرمایا۔ میر امن "باغ و بہار" میں رقم طراز ہیں:

> "سب اسیروں نے ملک شہپال کا حکم مانا اور انصاف دیکھ کر دعائیں دیں۔ ملک شہپال نے کہا مردوں کو دیوان خاص میں عورتوں کو محل میں داخل کرو۔ تاکہ جلد شادی ہو۔ گویا حکم کی دیر تھی ملک شہپال کے تعاون سے ہر ایک اپنی اپنی مراد کو پہنچا۔"[۱۷]

میر امن "باغ و بہار" میں توہم پرستی اور ضعیف الاعتقادی کا تذکرہ کرتے ہیں کہ لوگ جادو کے ذریعے شادی رکوا دیتے ہیں پھر ملک شہپال صاحب کے دم درود سے، تعویذ کے اثر سے یہ رکاوٹیں دُور کی جاتی ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ میر امن، باغ و بہار، لاہور: نقوش پریس، ۱۹۹۸ء، ص ۲۴
۲۔ ایضاً، ص ۱۱۵
۳۔ ایضاً، ص ۱۳۹
۴۔ ایضاً، ص ۱۵۸
۵۔ ایضاً، ص ۱۹۰
۶۔ ایضاً، ص ۱۹۸
۷۔ ایضاً، ص ۲۳۳
۸۔ ایضاً، ص ۲۵۹
۹۔ ایضاً، ص ۲۶۳
۱۰۔ ایضاً، ص ۲۶۴
۱۱۔ ایضاً، ص ۲۶۵

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol. 6 No.2 2022

۱۲۔ ایضاً، ص۲۸۳

۱۳۔ ایضاً، ص۲۹۳

۱۴۔ ایضاً، ص۲۹۴

۱۵۔ ایضاً، ص۳۰۰

۱۶۔ ایضاً، ص۳۰۳

۱۷۔ ایضاً، ص۳۰۴

۱۸۔ ایضاً، ص۳۱۳